فرض نماز کے بعد

اجتماعی دُعا

مقالہ نگار

غلام مصطفی مجددی

ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب)



رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرض نماز کے

بعد اجتماعی دعا

مقالہ نگار

غلام مصطفیٰ مجددی

ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب)

رضا اکیڈمی لاہور (پاکستان)

سلسلہ کتب 216

نام مقالہ: .... فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

مقالہ نگار: .... غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

صفحات: 24

ناشر: .... رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

مطبع: احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

نوٹ

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

انتساب

حضور امامِ اعظم ابُوحنیفہ علیہ الرحمہ

کے

نام

جن کی فقہی بصیرت کو آج

بھی دنیا کے دانشور سلامِ نیاز

پیش کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں بعض احکام ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دن اور کسی وقت کا پابند نہیں کیا۔ مسلمان جب بھی ان احکام پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے گا۔ ان احکام میں ایک حکم دعا کا ہے۔ دعا جب بھی کی جائے، قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ اس حکم عام کو خواہ مخواہ خاص کر دینا اور یہ کہنا کہ نماز فرض کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنا "بدعت قبیحہ" ہے۔ دین کو تبدیل کرنے کی مذموم کوشش ہے۔ ہمارا اس نظریے کے قائلین سے عاجزانہ سوال ہے کہ کیا یہ نظریہ قرآن پاک کی کسی آیت کا ترجمہ ہے۔ یا صحاح ستہ کی کسی حدیث کا ترجمہ ہے۔ فقہ اسلامی کا مصدقہ قانون ہے اَصْلُ الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ تمام اشیاء کی اصل اباحت ہے" اب اس اباحت کو حرمت کا رنگ دینے کے لئے کسی نص قطعی کی ضرورت ہے۔ اس نظریے کے لئے قائلین کے پاس کوئی نص قطعی نہیں۔ جس کی روشنی میں وہ امت مسلمہ کو دعا جیسی اہم عبادت سے روک سکیں۔ جب اس نظریے کے قائلین نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کو بدعت قبیحہ کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بدعت کی تعریف بھی نہیں آتی، کاش وہ اپنے ممدوح مولوی وحید الزمان کا ارشاد ہی ملاحظہ فرما لیتے۔

ترجمہ۔ لغت کے اعتبار سے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں۔ بدعتِ مباحہ، بدعتِ مکروہہ، بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیۂ، ہمارے اصحاب میں سے شیخ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا ہے کہ بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لو، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واجب کیے بغیر اس پر برانگیختہ کیا ہے جیسے تراویح، بدعات کی ایک قسم بدعتِ مباحہ ہے۔ جیسے لوگوں کے کھانے، پینے اور پہننے کے معمولات، اور یہ آسان ہے۔ میں کہتا ہوں، دولھا اور دولہن کے لئے پھولوں اور کلیوں کا استعمال بھی بدعتِ مباحہ ہے، (یعنی ایسا کام ہے جو جائز ہے) بعض لوگوں نے ہندوؤں سے مشابہت کی وجہ سے اسے منع کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی تشبہ کی نیت نہ کرے یا کافروں کی کوئی رسم مسلمانوں میں انکار کے بغیر جاری ہو جائے تو اس میں

مشابہت سے کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ قباء اور دیگر لباس کفار کی طرف سے آئے تھے، اور مسلمانوں میں جاری ہو گئے خود حضور نبی اکرم ﷺ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا اور کفار کی قبائیں صحابہ کرام میں تقسیم فرمائیں۔ اور بدعات کی ایک قسم وہ ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو، اور اس سے حکم شرعی میں تبدیلی آئے تو یہی بدعتِ ضلالہ (سیۂ، قبیحہ) ہے۔ سید نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو جائے، اور جس بدعت سے کوئی سنت نہ متروک ہو تو وہ بدعت نہیں، بلکہ اپنی اصل میں مباح ہے۔

﴿ہدیۃ المھدی عربی ص ۱۱۷، مطبوعہ دہلی﴾

یہی بات غیر مقلدین کے امام محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے رقم کی ہے، ان كانت مما يندرج تحت مستحسن فی الشرع فهی حسنة وان كانت يندرج تحت مستقبح فی الشرع فهی مستقبحة والافهی من قسم المباح و قد تنقسم الی الاحكام الخمسة، یعنی اگر بدعت کسی اچھے کام کی صورت میں ہے تو حسنہ ہے اور اگر کسی برے کام کی صورت میں ہے تو قبیحہ ہے۔ ورنہ بدعت مباح ہے اور بے شک بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ ﴿نیل الاوطار جلد ۳ ص ۳۵۰﴾

ان کے علاوہ حضرت امام علی قاری، حضرت امام عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام نووی، حضرت امام شامی، حضرت امام آلوسی، حضرت امام وشتانی مالکی، حضرت امام عیاض مالکی، حضرت امام سیوطی، حضرت امام عبدالعزیز بن عبدالسلام اور علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے بھی ان پانچ اقسام بدعت کو بیان کیا ہے۔ گویا غیر مقلدین کے مذکورہ صدر دو اماموں مولوی وحید الزمان اور نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی اس معاملے میں امت کے جلیل القدر علماء کی تقلید کی ہے، اور اس بدعت کو ضلالہ اور قبیحہ کہا ہے جس سے کوئی سنت ختم ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان کے نزدیک تو دولہا اور دولھن کے گلے میں پڑنے والے پھولوں اور کلیوں کے ہار بھی جائز ہیں۔ اس امر کی روشنی میں ہم سوال کرتے ہیں کہ بالفرض اگر نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا بدعت بھی ہے تو ایسی بدعت ہرگز نہیں جس کو ضلالت اور قباحت پر محمول کیا جائے۔ یہ منکرینِ دعا کا

بہت بڑا مذہبی تشدد ہے۔

اس بنیادی بحث میں ایک اور نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ تعاملِ امت کی بدولت اعمال میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ فقہ کا اصول ہے۔ ورثہ المسلمون فوجب اتباعھم ، مسلمانوں کے ورثے کی اتباع واجب ہے۔ اب یہ حقیقت ہے کہ بلادِ اسلامیہ میں مسلمانوں کی اکثریت نے نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کو اپنا معمول بنا رکھا ہے، لہٰذا جائز ہے۔

اِجتماعی دعا کا ثبوت:

جہاں تک نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کا تعلق ہے تو یہ عمل کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ قرآن پاک نے کسی مقام پر بھی دعا کے لئے کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔ بلکہ بار بار دعا کی تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی اور دعا سے انحراف کرنے والوں کو دوزخ کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (سورۃ المومن) اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، جلد ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴿سورۃ بقرہ﴾

میں دعا مانگنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ جب بھی وہ دعا مانگے۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ﴿سورۃ الاعراف﴾

اپنے رب سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔

ان آیاتِ قدسیہ میں مطلق دعا کا حکم موجود ہے۔ اِذا دَعَان، میں عموم پایا جاتا ہے۔ یعنی کوئی جب بھی دعا مانگے، اب اگر کوئی طالع آزما اس عموم سے نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کو خارج کرنا چاہتا ہے تو دلیل قطعی پیش کرے ورنہ خدا تعالیٰ کا خوف کرے۔ یہی وہ قاعدہ ہے جو منکرینِ دعا۔ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں ہم احناف کے سامنے پیش کرتے ہیں،

۔کیونکہ ان کے نزدیک لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کے عموم میں امام اور مقتدی دونوں شامل ہیں۔ہم احناف تو قرآن پاک کی دلیل قطعی اِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا کی رو سے مقتدی کی قرأت کو اس عموم سے خارج کرتے ہیں۔منکرینِ دعا کے پاس کونسی دلیل قطعی ہے۔جس کی رو سے وہ دعا کے عموم سے مذکورہ اجتماعی دعا کو خارج کریں گے،ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔کیا کوئی ایسی آیت دکھائی جاسکتی ہے جس میں ارشاد باری ہو۔"میں دعا مانگنے والے کی دعا سنتا ہوں مگر نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کو نہیں سنتا"یا"اپنے رب سے دعا مانگو،لیکن نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا نہ مانگو"آخر یہ لوگ خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے اُس کے بندوں کو جدا کرنے والے،کون ہیں

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

دعا عبادت ہے:

پھر یاد رہے کہ دعا کو عبادت بلکہ مغز عبادت کہا گیا ہے،حدیث پاک ہے اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃ یعنی دعا عبادت ہے۔(کنز العمال جلد ۱ص ۱۶۷)اور فرمایا اَلدُّعَاءُ مُخُ الْعِبَادَۃ،دعا عبادت کا مغز ہے،(جامع ترمذی جلد ۲ص ۱۷۳)اور فرمایا اَشْرَفُ الْعِبَادَۃِ الدُّعَاء بہترین عبادت دعا ہے،(کنز العمال جلد ۱ص ۱۶۷)فرمایا اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ الدُّعَاء (ایضا)اور فرمایا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ لَّا یَدْعُوْنِیْ اَغْضَبُ عَلَیْہِ،اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مجھ سے دعا نہیں مانگتا۔اس پر میں غضب فرماتا ہوں۔(ایضا)

ان احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ دعا بہترین عبادت ہے۔اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی بہترین عبادت سے انحراف کرتا ہے وہ یقیناً جہنم کا مستحق ہے۔اور جو آدمی بغیر دلیل شرعی کے پوری امت مسلمہ کو اجتماعی عبادت سے روکتا ہے اور اس افضل ترین عبادت کو معاذ اللہ بدعتِ قبیحہ کے زمرے میں داخل کرتا ہے،وہ خود سوچ لے کہ اس نے اوروں کے ساتھ ساتھ اپنی جان پر بھی کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔یہ نتیجہ زبان نبوت سے ملاحظہ کیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا۔

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَءَ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ یعنی دعا عبادت ہے۔ پھر آپ نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، جلد ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ ﴿ترمذی جلد۲ص ۱۷۳﴾

الدُّعَاءُ مُخُ الْعِبَادَةِ قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ ، دعا عبادت کا مغز ہے۔ تمہارے رب کا فرمان ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا،

﴿ابوداؤد جلد اص ۲۱۵﴾

ان احادیث نبویہ میں رسول اللہ ﷺ دعا کو عبادت کا درجہ دے کر اس سے تکبر کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ اُدْعُوا میں اجتماعی دعا کا حکم ہے ۔یعنی تم سب کے سب مسلمان دعا مانگو، میں تم سب کی دعا قبول کروں گا۔ اب رہ گیا ''نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا'' کا عمل تو اس سے کسی دلیل قطعی نے منع نہیں کیا لہذا اصولِ فقہ کے مطابق بلکہ فرمانِ مصطفیٰ کے مطابق جائز ہے ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا، جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے منکرینِ دعا مذکورہ اجتماعی دعا کو بدعت قبیحہ کا درجہ دے کر گویا اسکو حرام قرار دے رہے ہیں، لہذا اس خودساختہ شریعت کا وبال ان کی گور گردن پر ہوگا، پھر ترمذی شریف کی روایت صحیح اور حسن ہے لہذا اس کی اسناد پر منہ ماری کرنے کی بجائے تسلیم کا راستہ اپنانا چاہیے۔

دعا مانگنے کا طریقہ:

احادیثِ صحیحہ میں دعا مانگنے کا جو مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے مہربان رب کی بارگاہ میں پھیلا کر دعا مانگی جائے۔ حضور ﷺ سے یہی طریقہ

مبارکہ تواتر سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں کی اندر کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا فرماتے تھے، اور ان کی ظاہری طرف سے، ﴿ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶﴾

انہی سے ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ ﴿مسلم جلد ۱ ص ۲۹۳﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے حیا فرماتا ہے کہ وہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور وہ ان کو خالی موڑ دے، یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ﴿مستدرک جلد ۱ ص ۵۳۵﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب دعا میں اپنے ہاتھ دراز کرتے تو واپس پھیرنے سے پہلے انہیں اپنے چہرہ اقدس پر پھیر لیتے، (مستدرک جلد ۱ ص ۵۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اذا دعوت الله فادع ببطون کفیك، یعنی جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے دعا مانگو، ہاتھوں کی پشتوں سے دعا نہ مانگو، پھر دعا سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو، ﴿ابن ماجہ ص ۲۸۴﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، ﴿بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸﴾

محدثین کرام نے دعا میں ہاتھ اٹھانے کے باب باندھے ہیں۔ مثلاً بخاری شریف میں ہے باب رفع الایدی فی الدعا، جب دعا کا بنیادی ادب یہ ہے کہ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی جائے تو ماننا پڑے گا کہ دعا انفرادی ہو یا اجتماعی ہو۔ نماز سے پہلے ہو یا نماز کے بعد ہو، بہتر اور مسنون عمل یہی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر مانگی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی قولی اور فعلی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔

فرض نماز کے بعد:

جہاں تک انفرادی طور پر یا نفلی نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا تعلق ہے تو اس کو نمازِ فرض کے بعد اجتماعی دعا کے منکر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ انہیں صرف فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا بدعت نظر آتی ہے، ہم نے دعا کے عمومی دلائل بیان کر کے یہ سوال کیا ہے کہ ان عمومی دلائل کی روشنی میں مذکورہ اجتماعی دعا کو کس دلیل نے خارج کیا ہے، اگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو پھر اجتماعی دعا بھی جائز ہے۔ اجتماعی دعا کے منکرین کا وہم ہے، صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت آپ کی اقتدا میں پانچوں وقت نمازیں پڑھتی تھی، انہوں نے ہر اعتبار سے نماز کے مسائل کی وضاحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مگر ان سے کسی ایک فرد نے بھی نماز کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر نہیں کیا، محدثین عظام جن کی حدیثی خدمات اظہر من الشمس ہیں، جنھوں نے ایک ایک فرمان نبوی سے بے شمار مسائل کا استنباط واستخراج کیا، کبھی کسی نے کسی روایت سے فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا وجوب یا استحباب کا مسئلہ اخذ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اجتماعی دعا کے قائلین نے جن روایات کو اپنے استدلال کی بنیاد بنایا ہے وہ بھی ذخیرۂ حدیث میں موجود اور محدثین کے سامنے تھیں، لیکن اس کے باوجود آپ ائمہ محدثین کے ابواب وتراجم کو اٹھا کر دیکھیں، آپ کو اجتماعی دعا کے فرض یا استحباب پر ادنیٰ سی جھلک بھی نظر نہیں آئے گی

﴿ماہنامہ محدث مئی ۲۰۰۳ء﴾

ماہنامہ محدث کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ اور آپ کے صحابہ نے فرض نماز کے بعد کبھی اجتماعی دعا نہیں مانگی۔ اگر مانگی ہوتی تو محدثین عظام اس کو اپنے ابواب و تراجم میں ذکر فرماتے، جہاں تک محدثین عظام کے ابواب وتراجم کی بات ہے تو علم حدیث کے ساتھ ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والا انسان بھی بخوبی جانتا ہے کہ منکرین دعا نے خود ان کے ابواب وتراجم کو پر کاہ کی حیثیت نہیں دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ محدثین عظام کے ابواب وتراجم کیا رسول اللہﷺ کی حدیث ہے۔ جب رسول اللہﷺ کی حدیث مبارک سے ثابت ہو جائے

کہ آپ ہر نماز فرض ونفل کے بعد اجتماعی وانفرادی دعا مانگتے تھے تو کیا اس مبارک عمل کو صرف اس لئے ٹھکرا دیا جائے گا کہ محدثین عظام نے ابواب وتراجم میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ گیارہ رکعات والی حدیث مبارک کو محدثین عظام نے باب تہجد میں بیان کیا ہے جبکہ غیر مقلدین اس سے نماز تراویح کی آٹھ رکعات ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک بخاری ومسلم کے ابواب وتراجم کی یہ وقعت ہے تو باقی محدثین عظام کو کب خاطر میں لاتے ہوں گے، زیرنگاہ مسئلہ میں کوئی اور حل نظر نہیں آیا تو ائمہ امت کی تقلید کو بدعت وضلالت کہنے والے محدثین عظام کے قائم کردہ ابواب وتراجم کا سہارا ڈھونڈنے لگے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جس کا کوئی اصول نہیں وہ جہاں چاہے منہ مارے، اسے کون روکنے والا ہے۔ اصولی طور پر ابواب وتراجم کو نہیں دیکھنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو دیکھنا چاہیے، ایک محدث ایک حدیث کو ایک باب میں نقل کرتا ہے تو دوسرا اسے کسی اور باب میں نقل کرتا ہے۔ خود امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو کئی ابواب میں نقل کیا ہے۔ کسی امام نے ایک حدیث سے ایک مسئلہ حل کیا ہے تو دوسرے نے اپنی جودتِ فکر سے اس سے کئی مسائل حل کیے ہیں۔ جسمیں جتنی خداداد صلاحیت ہوتی ہے۔ حدیث کے بحر ناپیدا کنار سے اتنے ہی جواہر اخذ کرتا ہے۔ وکل ذی علم علیم کا آخر کیا مطلب ہے۔ بخاری شریف حدیث کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ لیکن اس کا یہ حال ہے کہ بعض اوقات امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ جو باب قائم کرتے ہیں۔ اس کے تحت آنیوالی حدیث میں اس باب کا دور دور تک نشان نہیں ہوتا۔ ایسی صورت حال میں غیر مقلدین کو چاہیے کہ حدیثِ مصطفیٰ کو چھوڑ دیں اور امام بخاری کے باب کی اقتداء کریں۔

دیکھئے اب زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

یہاں تک اس دعوی کا تعلق ہے کہ حضور ﷺ نے نمازِ فرض کے بعد کبھی اجتماعی دعا نہیں کی، تو یہ منکرین دعا کا مغالطہ ہے، وہ اپنے اس دعویٰ سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں، اور ایک فعل مسنون سے روکنا چاہتے ہیں۔ ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں جن

میں ہر نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دعا مانگنے کا ذکر ہے، کیا ہر نماز سے فرض نماز، باجماعت نماز، خارج ہے۔

دلائل حاضر ہیں:

قرآن پاک کا ارشاد ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، اس آیت مبارکہ کی شرح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ فِی الدُّعَا یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں مشغول ہو جاؤ ﴿تفسیر ابن جریر﴾

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ تفسیر مظہری میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس اور قتادہ جیسے مشہور مفسرین نے فرمایا ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ. جب تم فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگو۔

(۱) مسلم شریف میں موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ، اور انہوں نے فرمایا۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یھلل فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ. رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے، ﴿کتاب المساجد﴾

(۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا قَضَی الصَّلٰوۃَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. . . میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ جب بھی کبھی نماز سے فارغ ہوتے (یہ دعا) پڑھتے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تو جو چیز عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور تو جس کو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، کسی کوشش والے کی کوشش تیرے مقابلے میں فائدہ مند نہیں، ﴿کتاب المساجد﴾

(۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ کونسی دعا زیادہ قبول

ہوتی ہے۔فرمایا آدھی رات، ودبر الصَّلٰوت الْمَکْتُوْبَات اور فرض نمازوں کے بعد (جامع ترمذی ص ۵۰۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی) اسکی سند حسن ہے۔

④ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار استغفار کرتے اور دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. ﴿مسلم کتاب المساجد﴾

⑤ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف، اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام پڑھنے کی مقدار تک بیٹھتے تھے۔

⑥ حضرت مسلم بن ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد دعا کرتے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، میں بھی یہ دعا کرنے لگا، میرے والد نے فرمایا بیٹا، یہ دعا کہاں سے حاصل کی، میں نے کہا آپ سے ،انہوں نے فرمایا۔ان رسول اللہ ﷺ کان یقولھن فی دبر الصلوۃ، رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے تھے، ﴿سنن نسائی جلد اص ۱۳۶ مطبوعہ کراچی﴾ اسکی سند صحیح ہے۔

⑦ حضرت سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات سے پناہ مانگتے تھے۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ، ﴿ترمذی ص ۵۱۳ مطبوعہ کراچی﴾ اسکی سند حسن ہے۔

⑧ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد دعا کرتے، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اِنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ

﴿ابوداؤد جلد اص ۲۱۸﴾

⑨ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من

الصلوة قال اللهم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انت المقدم والموخر لا اله الا انت۔ یعنی رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا فرماتے، ﴿ابوداؤد جلد ا ص ۲۱۹﴾

(۱۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ اللہ کی قسم مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو ہر گز نہ چھوڑنا، دعا یہ ہے، اللهم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک.

﴿ابوداؤد جلد ا ص ۲۲۰، متدرک جلد ۳ ص ۲۷۳﴾

(۱۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا مانگے اس کے لئے میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی، اللهم اعط محمدن الوسیلة واجعل فی المصطفین مجلنه و فی العالین درجه او فی المقربین ذکر داره، ﴿کنز العمال جلد ا ص ۱۸۳﴾

(۱۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ہر نماز کے بعد یہ تین مرتبہ کہے سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین اسے جریب کے ساتھ ثواب دیا جائے گا۔ (یعنی بہت ہی زیادہ ثواب دیا جائے گا۔) ﴿ایضا﴾

ان تمام احادیث مبارکہ میں حضور اقدس ﷺ کے مبارک فرمان سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد دعا کرنا مسنون ہے۔ کئی مقامات پر فی دبر کل صلاة یعنی ہر نماز کے بعد کے الفاظ موجود ہیں کئی مقامات پر صلوۃ مکتوبۃ یعنی فرض نماز کے بعد کے الفاظ موجود ہیں، ہمیں افسوس ہے ان اہلِ حدیث بلکہ ''اہل حدث'' پر کہ اتنی واضح احادیث کی موجودگی میں بھی یہ رٹ لگا رہے ہیں کہ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی ہر نماز جماعت اور اجتماع کے بغیر ہوا کرتی تھی۔ جب وہ لوگ ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے تو ہر نماز میں فرض نماز کی جماعت کے

بعد اور نفل نماز کے بعد کی اجتماعی دعا اور انفرادی دعا ثابت ہوگئی۔ کیا کوئی آدمی تصور کر سکتا ہے کہ فرض نماز ختم ہونے پر رسول اللہ ﷺ تو دعا میں مصروف ہو جاتے تھے، جبکہ صحابہ کرام اٹھ کر چلے جاتے تھے، یہ کام ان اہل حدیث سے تو متوقع ہے، دیدار مصطفیٰ کے پروانوں سے متوقع نہیں۔ روایت نمبر ۳ کو امام ترمذی نے نقل فرمایا، جسمیں واضح طور پر دبر الصلوٰۃ المکتوبات یعنی فرض نمازوں کے بعد دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے فرض نمازوں کی جماعت ہوا کرتی تھی اور جماعت کے بعد جو دعا مانگی جاتی تھی وہ اجتماعی ہوا کرتی تھی، نہ کہ انفرادی۔ شاید منکرین دعا کو اس لیے وہم ہوگیا ہے کہ حدیث میں اجتماعی دعا کا لفظ نہیں، ہم پوچھتے ہیں کیا حدیث میں انفرادی دعا کا لفظ ہے۔ اجتماعی دعا کے لفظ کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ہر صاحب عقل جان سکتا ہے کہ اجتماعی نماز کے بعد دعا بھی اجتماعی ہوتی ہے۔ اس حدیث کی سند پر بھی منہ ماری کی گئی ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ افسوس ہے امام ترمذی جیسا محدث کبیر اسے حسن قرار دے رہا ہے اور منکرین دعا اسے ضعیف سمجھتے ہیں، اب کہاں گئیں محدثین عظام کی ''حدیثی خدمات'' جو کہ اظہر من الشمس ہیں۔ امام ترمذی کی تحقیق کے مقابلے میں ان منکرین دعا کی کوئی حیثیت نہیں، ان کے پچھلے تو لوگوں کو صرف "صحاح ستہ" تک محدود کرتے تھے، ان لوگوں نے صحاح ستہ پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ یہ حدیث کی کونسی خدمت ہے۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ اہل حدیث کا صحاح ستہ کی رٹ لگانا ایک ڈرامہ ہے۔ اپنے مخصوص نظریئے کے خلاف تو یہ لوگ قرآن پاک کی پرواہ نہیں کرتے، صحاح ستہ کی کیا پرواہ کریں گے۔ پھر ترمذی شریف کی اس ''ضیف حدیث'' کو دوسری صحیح اور حسن حدیثوں سے تقویت مل رہی ہے۔ لہذا قابل قبول ہے۔

ایک اشکال کا جواب:

منکرین دعا کا ایک اشکال یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام فرض نماز کے بعد جلدی اٹھ جایا کرتے تھے۔ لہذا اجتماعی دعا کا تصور ہی ناپید ہو جاتا ہے حالانکہ یہ جلدی اٹھ جانا یا صرف اللھم انت السلام کے الفاظ کی مقدار کے برابر بیٹھنے کے بعد اٹھ جانا دوام و

استمرار پر محمول نہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی امت مرحومہ کی سہولت کے پیش نظر نہ کسی دعا کو معین فرمایا اور نہ کسی مقدار کو معین فرمایا۔ بعض روایات میں جو جلدی اٹھنے یا تھوڑی مقدار کے برابر بیٹھنے کے بعد اٹھنے کا ذکر ہے تو بعض روایات میں فرض نماز کے بعد طویل دعا کا ذکر بھی ہے۔ مثلاً آیت الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھنے کا بھی ذکر موجود ہے۔ (نیل الاطار جلد ۳ ص ۱۹۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنے کا حکم دیا۔ ﴿سنن نسائی جلد ا ص ۱۳۵﴾ اس طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث میں طویل دعا و ذکر منقول ہے۔ لہذا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا اور طویل ذکر کا مطلقاً انکار کر دینا قرین انصاف نہیں۔

خود محدث نے بھی ایک جگہ تسلیم کیا ہے کہ "ان (جلدی اٹھ جانے والے) آثار کو ذکر کرنے سے مقصود عملاً اجتماعی دعا کی نفی ہے۔ ورنہ اگر کوئی بیٹھا رہے تو اس کا بھی جواز ہے، جس طرح کہ دیگر روایات میں تشریح ہے۔" گویا ان کو تمام پریشانی اجتماعی دعا سے لاحق ہے۔ اور اتنے سارے آثار بھی اس کے انکار کے لئے پیش کر دیئے۔ لیکن یہ مسئلہ قدرت نے ان کے ہاتھوں ہی حل کروا دیا۔ مثلاً ایک دلچسپ بات ماہنامہ محدث ص ۲۷ پہ حاشیے میں لکھی ہے۔

"ہمارے شیوخ محدث روپڑی اور محدث گوندلوی نماز کے بعد اجتماعی دعا کے عملاً قائل و فاعل نہ تھے الا یہ کہ کسی کی طرف سے دعا کی درخواست ہو، چنانچہ مقتدیوں میں سے کسی کے تقاضے پر یا امام کی کسی ضرورت اور مطالبے پر اجتماعی دعا کرنا جائز ہے، جبکہ اسے نمازوں میں معمول بنا لینا خلاف سنت ہے۔"

اس اقتباس نے تو منکرینِ دعا کی ساری تحقیق ہی ختم کر دی ہے۔ بعض منکرین دعا کے نزدیک بھی مقتدیوں کے تقاضے اور امام کی کسی ضرورت اور مطالبے پر اجتماعی دعا جائز ہے۔ گویا اتنا عمل ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ایسی اجتماعی دعا کی کوئی دلیل و نظیر رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت کرنی چاہیے۔ کیونکہ ماہنامہ محدث کے کہنے

سے تو کوئی چیز جائز نہیں ہو جاتی۔ یہ تو بالکل عجیب بات ہے کہ جب اجتماعی دعا ہے، ہی بلاشبہ بدعت (محدث ص ۲۷) اور یہ دراصل برصغیر میں ہندوستانی اور پاکستانی بعض سلفیوں اور اکثر سنفیوں کی ایجاد ہے۔ (محدث ص ۲۶) اور ان ممالک میں رہائش پذیر سب جاہل اور مسئلہ ہذا سے نابلد ہیں (محدث ص ۲۷) تو ایسی بلاشبہ بدعت" خلافِ سنت لوگوں کی ایجاد، اور جاہلانہ روش کو مقتدیوں کے تقاضے یا امام کی ضرورت اور مطالبے پر کیسے جائز کیا جا سکتا ہے۔ کیا بدعت کا تقاضا کرنے سے بدعت، عین سنت بن جاتی ہے یہ اصول کہاں سے اخذ کیا گیا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

ماہنامہ محدث میں فتوی الجنہ الدائمہ درج کیا گیا ہے۔ جسکے الفاظ ہیں۔ "جو امام سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے، اور اس کے مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کے آمین آمین کہتے ہیں ان حضرات سے مطالبہ کیا جائے نبی ﷺ کے عمل سے دلیل پیش کریں، ورنہ اس عمل کی کوئی حقیقت نہیں، وہ نا قابل قبول اور مردود ہے...... سنت سے ہمیں کوئی نہیں مل سکی جو ان کے دعویٰ کی مستند بن سکے"۔ ہم کہتے ہیں آپ مقتدیوں کے تقاضے اور امام کی ضرورت اور مطالبے پر فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی نبی ﷺ کے عمل سے دلیل پیش کرتے ہیں، یہ تو آپ کے نزدیک بھی جائز ہے۔

آپ کے شیوخ محدث روپڑی اور محدث گوندلوی کے نزدیک بھی جائز ہے۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرام نے اجتماعی طور پر بارش کی دعا کی تھی، (بخاری) لہذا کسی کے تقاضے اور مطالبے پر دعا کرنا جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں عمومی طور پر اجتماعی دعا کا مسئلہ زیر بحث نہیں، نماز فرض کے بعد اجتماعی دعا، کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ ہمیں کوئی دلیل قطعی چاہیے جسمیں اسکا ذکر ہو لہذا پیش کیجیے۔ جب آپ اس کو ہر اعتبار سے بدعت وضلالت کہہ چکے ہیں اور خلاف سنت قرار دے چکے ہیں تو محض مقتدیوں کے تقاضے اور امام کے مطالبے سے کسطرح آپ اس بدعت کو جائز قرار دیں گے۔ کیا نصوص میں یہ لکھا ہے کہ مقتدیوں کے تقاضے اور امام کے مطالبے سے یہ بدعت عین سنت بن جائے گی، ویسے ان

''اہل حدیث'' نے مقتدیوں کے تقاضے اور اماموں کے مطالبے سے بڑے بڑے شدید احکام میں بھی کمال کی لچک پیدا کرلی ہے۔ اگر ان تقاضوں اور مطالبوں کا خیال نہ رکھا جائے تو بھلا ان۔ کے منسوخ احکام پر مبنی مذہب کو کون تسلیم کرے مثلاً یہ لوگ مقتدیوں کے تقاضے اور اماموں کے مطالبے کے پیش نظر ہی تمام صحابہ تابعین، اور ائمہ اربعہ اور عوام المسلمین کے متفقہ فیصلہ طلاق ثلاثہ کو واحد قرار دے چکے ہیں۔

الجنہ الدائمہ کے فتویٰ کے مطابق فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا اور لوگوں کا آمین آمین کہنا نبی ﷺ کے عمل سے ثابت نہیں، یہ عجیب بات ہے۔ جب ہر نماز کے بعد دعا ثابت ہے اور اس میں فرض بھی داخل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت کہ جب کوئی دعا مانگے تو اسکی دعا پر آمین آمین کہنا بھی دعا ہے۔ حیرت بالائے حیرت ہے کہ جو لوگ آمین آمین سے مساجد کو ہلا دیتے ہیں، ان کے نزدیک یہاں آمین آمین کہنا بھی مردود ہے۔ ناقابل قبول ہے۔ جب اعمال کے اصول بتا دیئے گئے ہیں تو خود عقل و فکر سے کام لینا چاہیے۔ اس صورت میں تو اور زیادہ کام لینا چاہیے۔ جب منع کے لئے کوئی نص قطعی موجود نہیں۔ آپ ہم سے جو اثبات کی دلیل مانگتے ہیں، خود نفی کی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے۔

'محدث' کا ایک قول ہے کہ ''مخالفین کے دلائل کی بنا شرعی عمومات پر ہے جو محل اختلاف میں مفید نہیں''۔ یہ اصول کس آیت کا ترجمہ اور کس حدیث کا مفہوم ہے۔ کاش کوئی حوالہ نقل فرماتے، پھر محل اختلاف میں دیکھنا یہ پڑے گا کہ اختلاف کس نے کیا ہے ابن قیم اور ابن تیمیہ، یا ان کے چند نجدی حواریوں کا اختلاف ''شرعی عمومات'' کو مخصوص کرسکتا ہے، ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ شرعی عمومات کو مخصوص کرنے کے لئے شرعی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے، ابن قیم کے قول یا تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر محدث کا قول ہے، جو شے سنت سے ثابت نہیں وہ بدعت ہے اس اصول کی زد میں پوری نجدیت بلبلاتی نظر آتی ہے۔ کیا اہل حدیث، سلفی ،اثری، محمدی نام، لشکر طیبہ، مجلہ الدعوۃ، مجلہ محدث، ننگے سر نماز پر اصرار، ختم بخاری، جلسے جلوس

،لانگ مارچ اور ایسی سینکڑوں باتیں سنت سے ثابت ہیں ایک ایک بات پر ایک ایک حدیث صحیح پیش کریں۔نہیں تو اپنے بدعتی ہونے کا اعتراف کرلیں،اس میں آپ کی اور ساری مخلوق کی بہتری ہے۔

اور ایک اصول یہ بھی لکھا ہے۔عبادات میں اصل توقف ہے،اجتہاد کی گنجائش نہیں ،عبادات کی کتنی اقسام ہیں،فرض،واجب،سنت،مستحب،کس عبادت کی اصل توقف ہے ۔اتنی ادھوری بات لکھنے سے خواہ مخواہ اپنی علمی قابلیت کی مٹی پلید کرنے کا کیا فائدہ،رسالہ محدث میں ایک مخلص حنفی دوست کے خط کے ذریعے حنفی علماء کا موقف بھی پیش کیا گیا ہے۔ہم نے حیران ہوکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دیوبندی علماء کی بات ہورہی تھی،کیونکہ ہفت روزہ ضرب مومن اور روزنامہ اسلام دیوبندی علما کے کارنامے ہیں۔اب دیوبندی علما کی حنفیت کے بھی کیا کہنے جو کبھی حنفی ہوتے ہیں اور کبھی وہابی ہوتے ہیں۔

اس کے حاصل کلام میں لکھا ہے ’’نماز کے بعد اجتماعی دعا کا مروجہ طریقہ بالاجماع بدعت قبیحہ ہے‘‘۔اندازہ کیجئے مخالطہ آفرینی کا کیا عجیب حربہ استعمال کیا گیا ہے۔حالانکہ یہ خود اقرار کرچکے ہیں کہ یہ محل اختلاف ہے،اور ایسا محل اختلاف ہے کہ بعض سلفیوں نے بھی اجتماعی دعا کو ثابت کیا ہے۔بھلا محل اختلاف مسئلے کو بالاجماع بدعت قبیحہ کہنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں۔علاوہ ازیں کئی معتبر غیر مقلدین نے بھی اس بدعت کو ثابت کرنے کے لیے کتابیں تحریر کی ہیں۔اس کے لیے مولانا بشیر الرحمٰن سلفی،مولانا اسماعیل سلفی ،مولانا عبدالجبار سلفی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں،کیا یہ غیر مقلدین بھی بدعتی اور سنت کے باغی ہیں مولا کریم اہل اسلام کو ان دشمنان اسلام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے،جن کی زندگی کا مشن ہی امت مرحومہ کو ہر اجتماعی عقیدے اور عمل کے بارے میں شکوک واوہام کا شکار بنانا ہے۔

آمین بحرمت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم



لطف و کرم جہان پہ چھایا حضور کا
ثانی نہیں خدا نے بنایا حضور کا

ایسے ہیں بے مثال کہ سایہ تلک نہیں
ایسے کریم سب پہ ہے سایا حضور کا

دل وہ ہے نور حق کی تجلی سے مستنیر
عشق غیور جس میں سمایا حضور کا

دونوں جہاں کی دولت بیدار مل گئی
جلوہ جسے خدا نے دکھایا حضور کا

انساں پہ لاکھ رحمتیں ہوتی ہیں صبح و شام
احساں خدا نے صرف جتایا حضور کا

بارش خدا کے فضل سے ہونے لگی ضرور
میلاد جب بھی میں منایا حضور کا

مٹتے رہے، مٹتے ہیں، مٹیں گے عدو سبھی
دن رات ذکر ، حق نے بڑھایا حضور کا

قربان غلام زار ہو شیخ کریم پر
نقش وفا ہے جس نے جمایا حضور کا



غلام مصطفیٰ مجددی



ہر دل نے شفائی پائی سرکار کی گلیوں میں
رحمت کی گھٹا چھائی سرکار کی گلیوں میں

پر کیف نظارے ہیں انوار کے دھارے ہیں
جنت بھی ہے شرمائی سرکار کی گلیوں میں

مجرم تھا مگر پھر بھی سر کار نے بخش دیا
تقدیر اٹھا لائی سرکار کی گلیوں میں

سب بھول گئے رشتے سب ٹوٹ گئے ناطے
دیکھی جو پذیرائی سرکار کی گلیوں میں

سوچوں نے سکوں پایا جذبوں کو قرار آیا
جب آنکھ ہے بھر آئی سرکار کی گلیوں میں

مولا میں سما لاؤں آنکھوں میں حسین منظر
دے ذوق تماشائی سرکار کی گلیوں میں

سب بغض کے بت ٹوٹے ، نفرت کے صنم چھوٹے
ہر جائی ہوئے بھائی سرکار کی گلیوں میں

آدم بھی فرشتہ بھی، سلطان بھی منگتا بھی
کر تے ہیں جبیں سائی سرکار کی گلیوں میں

ہر جان نے کھولا ہے دامان طلب اپنا
ہر روح تمنائی سرکار کی گلیوں میں

محبوب کی چوکھٹ پر جھکنے کا صلہ دیکھو
ہر سر سے ہمالائی سرکار کی گلیوں میں

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

☆......☆......☆

عشق محبوب خدا میں دل لگانا چاہیئے
قافلہ در قافلہ جنت میں جانا چاہیئے

حشر میں فرما رہی ہے ان کی رحمت دم بدم
مجرموں کو آج دامن میں چھپانا چاہیئے

ان سے بڑھ کر کون مشکل میں مرا مشکل کشا
حال دل ان کے سوا کس کو سنانا چاہیئے

حسنِ ایماں، لذت توحید ، احساس دروں
ان کے در پہ جا کے ہر نعمت کو پانا چاہیئے

بندگی کیا ہے انہی کے نام کی خیرات ہے
زندگی کیا ہے، انہیں اپنا بنانا چاہیئے

ان کا کردار اہل دنیا کو سکھاتا ہے وفا
ان کی سیرت ہے کہ گر توں کو اٹھانا چاہیئے

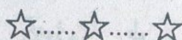
ہو گئے ناکام دنیا میں سب افرنگی نظام
اب تو آئین نبی کا دور آنا چاہیئے

کون کہتا ہے غلام زار ان کے چل بسے
گردش دوراں ! ہمیں بھی آزمانا چاہیئے

☆......☆......☆



تیری طلب ہے دل کی تمنا کہیں جسے
تیری لگن ہے جان کا سودا کہیں جسے
ذرے ہیں تیرئ راہِ وفا کے مہ و نجوم
سورج ہے تیرا نقش کفِ پا کہیں جسے
تیری نظر ہے سرمہ مازاغ کی امیں
تیرا دہن ہے غنچہ اوحیٰ کہیں جسے
بادل ٹھٹک گئے تیری زلفوں کو دیکھ کر
چہرہ ترا ہے نور کا ہالہ کہیں جسے
آہٹ سے تیرے پاؤں کی، جاگے دلوں کے تار
تقدیر گر ہے تیرا اشارہ کہیں جسے
قصر دنا کی خلوت نازاں ترا قیام
تیرا سفر ہے کہ اسریٰ کہیں جسے
تیرا ادا سے وحدت حق کو ملا فروغ
لطف خدا ہے تیرا سراپا کہیں جسے
تیرا غلام زار ہو ہر شے سے بے نیاز
عقبیٰ کہیں کہ لذت دنیا کہیں جسے



﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

کیا اوجِ کرامت ہے کیا شانِ علائی ہے
خالق نے تری خاطر ہر چیز بنائی ہے
آقا ترے ہاتھوں میں لولاک کی دولت ہے
آقا مرے ہاتھوں میں کشکول گدائی ہے
اس حسن سراپا کو کیوں کر نہ کہوں یکتا
طالب ہے خدا جس کا، مشتاق خدائی ہے
جس کا بھری دنیا میں غمخوار نہیں کوئی
اس کی مرے آقا نے ہر بات بنائی ہے
اس شان سے کون آیا معمورہ ہستی میں
فرشوں پہ ہوا چرچا، عرشوں پہ دہائی ہے
اس شخص کے قدموں پر ہوتے ہیں فدا تارے
جس شخص نے سینے میں تری جوت جگائی ہے
ہر سمت ضیا چمکی، ہر طور مہک پھیلی
دل نے تیری یادوں سے کیا بزم سجائی ہے
کیا بچھڑے تیرے در سے سینے سے اٹھے نالے
کس درجہ الم افزا یہ شام جدائی ہے
جب دیکھا فرشتوں نے محشر میں غلام ان کا
سب کہنے لگے چھوڑو! طیبہ کا فدائی ہے

﴿غلام مصطفیٰ مجددی﴾

مناجات

بدرگاہ قاضی الحاجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے امین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

کلام اعلیٰ حضرت محدث بریلوی عاشق رسول ﷺ

امام احمد رضا خان قادری رضوی